فَسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاویٰ یسئلونک

دار الافتاء والارشاد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ

شمارہ 22 | جمعۃ المبارک 29 ذیقعدہ 1440ھ 2 اگست 2019ء

خصوصی اشاعت

فضائل ومسائلِ حج

دار الافتاء والارشاد، الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ، فقہ اکیڈمی C-335 بلاک 1، گلستان جوہر، کراچی

سوال: اگر حج تمتع کا عمرہ کرلیا ہے تو کیا اس کے بعد حج تک کوئی عمرہ کرنا جائز ہے؟

جواب: حضرت مولانا مفتی انعام الحق قاسمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں۔

حج تمتع کرنے والے افراد عمرہ کے طواف، سعی، حلق یا قصر کرکے فارغ ہونے کے بعد حج سے پہلے شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ کی سات تاریخ تک بار بار عمرہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں اس میں کوئی قباحت یا کراہیت نہیں ہے۔

بعض علماء کے نزدیک جب تمتع کرنے والا وطن سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ جا کر عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد دوسرا عمرہ کرے گا تو اس کا تمتع باطل ہو جائے گا لیکن بعض علماء کی یہ بات درست نہیں ان کے اعتبار سے بھی جب یہ شخص دوسرا عمرہ کرے گا تو اس کے ذریعے سے تمتع ہو جائے گا، جب تیسرا عمرہ کرے گا تو اس کے ذریعے سے بھی تمتع ہو جائے گا، خلاصہ یہ کہ جتنے عمرے کرے گا ان میں آخری والے میں تمتع صحیح ہو جائے گا۔

فأما إذا عاد إلى غير أهله بأن خرج من الميقات ولحق بموضع لِأَهْلِه القرانُ والتمتعُ كالبصرة مثلا أو نحوها ، واتخذ هناك دارا أو لم يتخذ، توطن بها أو لم يتوطن ثم عاد إلى مكة، وحج من عامه ذلك . فهل يكون متمتعا ذكر في الجامع الصغير أنه يكون متمتعا، ولم يذكر الخلاف، وذكر القاضي أيضا أنه يكون متمتعا في قولهم . وذكر الطحاوي أنه يكون متمتعا في قول أبي حنيفة ، وهذا وما إذا أقام بمكة ولم يبرح منها سواء .وأما في قول أبي يوسف ، ومحمد فلا يكون متمتعا ، ولحوقه بموضع لأهله التمتع والقران ، ولحوقه بأهله سواء .وجه قولهما أنه لما جاوز الميقات ، ووصل إلى موضع لأهله التمتع والقران فقد بطل حكم السفر الأول ، وخرج من أن يكون من أهل مكة لوجود إنشاء سفر آخر ، فلا يكون متمتعا كما لو رجع إلى أهله ، ولأبي حنيفة أن وصوله إلى موضع لأهله القران والتمتع لا يبطل السفر الأول ، ما لم يعد إلى منزله ؛ لأن المسافر ما دام يتردد في سفره يعد ذلك كله منه سفرا واحدا ما لم يعد إلى منزله ، ولم يعد ههنا فكان السفر الأول قائما فصار كأنه لم يبرح من مكة فيكون متمتعا ، ويلزمه هدي المتعة .(بدائع الصنائع، كتاب الحج، (فصل) : وأما بيان ما يحرم به)

سوال: جب کوئی آدمی حج بدل کرتا ہے تو ظاہر ہے وہ حج کی نیت کرتے وقت یہ نیت کرے گا کہ میں یہ حج فلاں کی طرف سے کر رہا ہوں، اور دعا میں بھی وہ یہ کہے گا کہ یا اللہ اسے اس فلاں کی طرف سے قبول فرما اور میرے لیے آسان فرما۔ پوچھنا یہ ہے کہ جب حاجی یہاں سے عمرے کے لیے احرام باندھے گا ایئر پورٹ سے تو وہ اس وقت کیا نیت کرے گا؟ کیونکہ پہلے عمرہ ادا ہوگا حج تو کافی بعد میں آئے گا، اس کے علاوہ جب وہ مدینہ پاک سے واپس آئے گا تو وہ بھی بڑا عمرہ ہوگا اس وقت حاجی کیا نیت کرے گا؟ کیا ان دونوں عمروں میں بھی اس شخص کی طرف سے نیت کی جائے گی جس کی طرف سے حج بدل کیا جا رہا ہے؟ اور اس کے علاوہ وہاں رہتے ہوئے ظاہر ہے طواف بھی کیے جائیں گے اور ممکن ہے ایک دو عمرے اور بھی کر لیے جائیں تو کیا ہر طواف اور ہر عمرے میں اس شخص کی طرف سے نیت کی جائے گی یا جانے والا حاجی اپنی طرف سے اور اپنے مرحومین کی طرف سے بھی عمرے اور طواف کر سکتا ہے؟۔

جواب: واضح رہے کہ حج کی تین قسمیں ہیں ایک حج افراد کہ صرف حج کے احرام کی نیت کرے ایک حج قران یعنی حج وعمرہ کی ایک ساتھ نیت کرے اور ایک حج تمتع کہ حج تمتع کی نیت سے مکہ جائے اور عمرہ کر کے حلال ہو جائے پھر حج کے دنوں میں حج کا احرام باندھ لے حج بدل کرنے والا شخص آمر (حج پر بھیجنے والے) کی اجازت سے تینوں قسم کے حج کر سکتا ہے لہذا حج بدل کرنے والا اگر حج کے ایام سے کافی پہلے مکہ جائے تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ

حج تمتع کرے اور جس کے لئے حج کر رہا ہے اس کی نیت سے پہلے عمرہ کرے اور پھر ایام حج میں اس کی نیت سے حج کا احرام باندھ لے بہتر یہ ہے کہ آمر مطلق اجازت دے دے کہ جس حج میں سہولت ہو وہ کر لو۔ جس کی طرف سے حج پر گیا ہے اس کی طرف سے حج کر لینے کے بعد اپنی طرف سے عمرہ اور طواف وغیرہ کرنا جائز ہے۔ لہذا مدینہ سے واپسی پر جو عمرہ کرے یا اس کے علاوہ دوران قیام جتنے طواف اور عمرے کرے اس میں حج پر بھیجنے والے کی نیت ضروری نہیں وہ اپنے لئے بھی کئے جا سکتے ہیں۔

ففي الخانية: قال الشيخ إمام أبو بكر محمد بن الفضل: إذا أمر غيره أن يحج عنه ينبغي أن يفوض الأمر إلى المأمور، فيقول: حج عني بهذا المال كيف شئت(غنية الناسك، ص343، مطبع: إدارة القران والعلوم الإسلامية)

ولو أمره بالعمرة، فاعتمر أو لا، ثم حج عن نفسه، أو بالحج، فحج أو لا ثم اعتمر عن نفسه، لم يكن مخالفا إلا أن نفقة اقامته للحج أو العمرة عن نفسه في ماله، فإذا فرغ عادت في مال الميت، هذا إذا كانت اقامته كائنة للحج، أو للعمرة عن نفسه، بأن يتوقف له بعد ذهاب رفقته. أما لا حج، أو اعتمر عن نفسه مدة اقامته للقافلة، فنفقته في مال الميت، كما لو اشتغل فيها بعمل آخر من التجارة وغيرها(غنية الناسك، ص333، مطبع: إدارة القران والعلوم الإسلامية)

سوال: کیا حالت احرام میں نکاح جائز ہے؟ اگر نہیں تو زوجین اور گواہوں میں سے کوئی بھی نکاح کے وقت احرام میں نہیں ہونا چاہیے یا کہ یہ صرف زوجین کی حد تک ہے اور گواہوں کے لیے حالت احرام میں نہ ہونا شرط نہیں؟

جواب: حالت احرام میں زوجین کا نکاح کرنا اسی طرح گواہوں کا گواہ بننا جائز ہے البتہ احرام کی حالت میں ہمبستری جائز نہیں۔

ويجوز للمحرم والمحرمة أن يتزوجا في حال الإحرام و كذا تزويج الولي المحرم موليته (الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، الباب الرابع في الاولياء في النكاح)

سوال: میں حج کی ادائیگی کے لئے جا رہا ہوں۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ جب میں مکہ میں حج کی ادائیگی کر رہا ہوں تو کیا پاکستان میں میرے لئے قربانی کرنا ضروری ہے؟

جواب: قربانی کے وجوب کی شرائط میں سے ایک مستقل شرط اقامت ہے یعنی قربانی کرنے والا شخص مقیم ہو مسافر نہ ہو اور حاجی عام طور پر مسافر ہوتا ہے۔ اگر آپ کا سفر اسی نوعیت کا ہے تو آپ پر قربانی واجب نہیں۔ ہاں اگر حاجی نے مکہ میں اقامت کی نیت کر لی ہے یا ایک ساتھ پندرہ (15) دن قیام کا ارادہ کر لیا ہے تو بشرط استطاعت اس پر عید الاضحیٰ کی قربانی واجب ہوگی۔ مزید یہ کہ حاجی نے حج قران یا تمتع کیا ہو تو بھی اس پر دمِ شکر کی قربانی واجب ہے اور حدودِ حرم میں ہی ذبح کرنا بھی ضروری ہے۔

صورت مسئولہ میں دیکھ لیں آپ کے سفر کی نوعیت کیا ہے۔ اگر آپ 10 ذوالحجہ کو مقیم کے حکم میں ہوں اور صاحب استطاعت بھی اور آپ حج قران یا تمتع کر رہے ہیں تو اس سال آپ پر دو قربانیاں لازم ہیں۔ ایک معمول بہ قربانی جو آپ پاکستان میں بھی کروا سکتے ہیں اور ایک دمِ شکر جو حدودِ حرم میں ادا کیا جائے گا۔

فاذا فرغ من الرمي يوم النحر انصرف الى رحله ويشغل بشئى آخر فذبح ان شاء لانه مفرد والذبح افضل وانما يجب على القارن والمتمتع اما الاضحية فان كان مسافرا فلا يجب عليه و الا فكالمكي فتجب كما في البحر (غنية الناسك ،فصل في الذبح و احكام ،ص 172)

واما شرائط الوجوب ...ومنها الاقامة فلا تجب على المسافر لانه لاتتأدى بكل مال وفي كل زمان ...وقال في الاصل لاتجب الاضحية على الحاج واراد به المسافر وأما اهل مكة فتجب عليهم الأضحية وان حجوا (البحر العميق، الباب الثاني عشر في الاعمال المشروعة يوم النحر)

سوال: خواتین جو چادر یا اسکارف احرام کی نیت سے باندھ لیں تو الجھن یا گرمی کی وجہ سے ہوٹل جا کر وہ تبدیل کر سکتی ہیں؟ اس سے احرام میں تو کچھ فرق نہیں پڑے گا۔

جواب: احرام کی چادر تبدیل کرنا جائز ہے، اس سے احرام پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

ویجوز الإحرام فی ثوب واحد... أو أکثر من ثوبین بأن یجعل واحد فوق واحد أو یبدل أحدھما بالآخر... (إرشاد الساری، باب الإحرام، فصل فی التجرد عن الملبوس المحرم)

سوال: حالت احرام میں رش کی وجہ سے اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑلینا یا اگر وہ آگے چل رہی ہے تو پیچھے چلتے ہوئے چھونا وغیرہ ممنوع تو نہیں ہے؟

جواب: رش کی وجہ سے اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑنے یا چھونے سے احرام پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

سوال: اگر حالت احرام میں احتلام ہوجائے تو کیا غسل کرکے دوبارہ احرام باندھ سکتے ہیں؟ اس سے احرام پر کچھ فرق تو نہیں پڑے گا؟

جواب: غسل کرکے دوبارہ احرام باندھنے سے بھی احرام پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔

سوال: میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اگر میں ناخن تراشنا بھول جاؤں تو کیا اب میں کاٹ سکتی ہوں یا یہ چاند دیکھنے کے بعد ممنوع ہے؟ مزید یہ کہ حالت احرام (عمرے) میں، میں نے کھجلی کی وجہ سے کچھ مرتبہ اپنی ناک کو اسکارف کے ساتھ مس کیا، تو کیا اب دم دینا لازمی ہے؟

جواب: ۱۔ بہتر یہ ہے کہ جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو وہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی سے پہلے تک اپنے ناخن بال وغیرہ نہ کاٹے۔ البتہ قربانی کے بعد ناخن وغیرہ کاٹنے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔ اسکارف چہرے سے مس کرنا مکروہ ہے البتہ مذکورہ صورت میں دم لازم نہیں۔

عن أم سلمة قالت: قال رسول الله ﷺ: إذا دخلت العشر و أراد أحدكم أن يضحي فلايمس من شعره و بشره شيئا وفي رواية: فلايأخذن شعرا ولا يقلمن ظفرا۔ (صحيح مسلم، باب نهي من دخل عليه عشر ذي الحجة وهو مريد التضحية ... النسخة الهندية ۲/۱۶۰، بيت الأفكار رقم: ۱۹۷۷) أقول: نهى النبي ﷺ من أراد التضحية عن قلم الأظفار و قص الشعر في العشر الأول، والنهي محمول عندنا على خلاف الأولى۔ (إعلاء السنن، باب ما يندب للمضحي في عشر ذي الحجة، كراچی ۱۷/۲۶۸، دار الكتب العلمية بيروت ۱۷/۲۹۱، تحت رقم الحديث ۵۶۰۱)

ويكره له تعصيب رأسه ولو فعل يوما وليلة كان عليه صدقة. اهـ. والظاهر أن الإشارة للتعصيب وكأن الشارح أرجعها للحمل أيضا تأمل (قوله وقالوا إلخ) نص عليه في اللباب وغيره، و كذا نص على أنه يكره كب وجهه على وسادة بخلاف خديه قال شارحه: و كذا وضع رأسه عليها فإنه وإن لزم منه تغطية بعض وجهه أو رأسه إلا أنه الهيئة المستحبة في النوم بخلاف كب الوجه. (رد المحتار، كتاب الحج، فصل في الإحرام وصفة المفرد)

سوال: حضرت مجھے یہ پوچھنا ہے کہ میں حج پر ہوں اور کراچی میں قربانی بھی کر رہا ہوں۔ آپ سے پوچھنا ہے کہ کیا میں منیٰ جانے سے قبل اپنے بالوں اور ناخنوں کی صفائی نہیں کر سکتا؟

جواب: حالت احرام میں تو بالوں اور ناخنوں کی صفائی کرنا جائز ہی نہیں، البتہ بغیر احرام بھی بہتر یہی ہے کہ قربانی کرنے سے پہلے اپنے بالوں اور ناخنوں کی صفائی نہ کریں۔

حدیث میں ہے: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعَرِهِ وَلَا بَشَرِهِ شَيْئًا۔ (سنن ابن ماجه، كتاب الاضاحي، باب من أراد أن يضحي، فلا يأخذ في العشر، من شعره وأظفاره) ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب ذی الحجہ کا عشرہ داخل ہو جائے اور تم میں سے کسی کا ارادہ ہو کہ وہ قربانی کرے تو وہ اپنے بالوں اور کھال کو نہ چھوئے“۔

ختم شد